مدینۃ المسیح

قادیان ۲۱ ماہ اخاء۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸½ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے نحمدہ للہ۔ آج بعد نماز مغرب تا عشاء حضور مجلس میں رونق افروز رہے اور تاکید فرمائی۔ کہ اکتوبر میں جو روزے رکھنے کی تحریک کی گئی ہے۔ اس پر پوری پابندی سے عمل کیا جائے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت ضعف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

۱۹ اکتوبر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے حافظ عطاء الحق صاحب واقف زندگی کا نکاح صوبیدار عبد الغنی صاحب کی لڑکی برکت جہاں بیگم صاحبہ سے پانچ سو روپیہ مہر پر

جلد ۳۴ | ۲۲ ماہ اخاء ۱۳۲۵ ہش | ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ | ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۴۷

خطبہ جمعہ

جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا ہوتا ہے وہی زندگی پاتا ہے

نمازوں۔ روزوں۔ عبادات اور اذکار پر زیادہ سے زیادہ زور دو

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۰ ستمبر ۱۹۴۶ء مطابق ۲۰ ماہ تبوک ۱۳۲۵ ہش

مرتبہ:۔ مولوی عبد العزیز صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

مومن اور کافر میں بہت بڑا فرق

ہونا چاہئیے۔ سچے مومن کو دوسروں سے یہ امتیاز ہوتا ہے۔ کہ وہ آنکھیں کھول کر چلتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ دنیوی لحاظ سے بعض غیر مومن بھی بڑے ہشیار ہوتے ہیں۔ اور دنیا کے کاموں میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی نظر کامل نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ روحانی علم سے محروم ہوتے ہیں۔

علم تعبیر رویا میں آنکھ کے نہ ہونے سے مراد

علم کا نہ ہونا ہے۔ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے۔ کہ اس کی دائیں آنکھ خراب ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کی دینی حالت خراب ہے۔ اور اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس کی بائیں آنکھ خراب ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ اس کی دنیوی حالت خراب ہے۔ ان دونوں پہلوؤں میں سے دنیا کے لحاظ سے دنیوی پہلو پہلے ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے یہ دعا سکھائی ہے۔ کہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ یہاں دنیا کو پہلے رکھا ہے۔ اور دین کو بعد میں دین کو اس لئے بعد میں رکھا کہ

دنیا دین کے لئے بطور سیڑھی ہے

سیڑھی پر چڑھنے کے بعد ہی ہم منزل مقصود تک پہونچ سکتے ہیں۔ بہت سے دنیوی علوم ہیں۔ جو دینی علوم کے جاننے کے لئے ضروری ہیں۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے عربی زبان سے واقفیت کی ضرورت ہے۔ اب عربی پڑھنا دین نہیں دنیا ہے پھر

قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے

صرف ونحو کی ضرورت ہے۔ صرف ونحو کا پڑھنا بھی دنیا ہے دین نہیں ہے۔ پھر قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے علم جغرافیہ کی بھی ضرورت ہے۔ جغرافیہ کا پڑھنا بھی دین نہیں دنیا ہے۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے علم ہیئت کا جاننا بھی ایک حد تک ضروری ہے لیکن اب علم ہیئت کا پڑھنا بھی دنیا ہے دین نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے کچھ علم سیاست کی بھی ضرورت ہے۔ سیاست کا جاننا بھی دین نہیں دنیا ہے۔ قرآن کے سمجھنے کے لئے کچھ علم النفس کی بھی ضرورت ہے۔ علم النفس کا جاننا بھی دین نہیں دنیا ہے۔ اسی طرح کے بیسیوں بلکہ سینکڑوں علوم ہیں۔ جن کا سیکھنا دنیوی رنگ رکھتا ہے۔ لیکن قرآن کریم کے سمجھنے کے لئے ان کا جاننا ضروری ہے۔ ان کے جاننے کے بغیر

قرآن کریم کے معانی اور تفسیر

میں غلطی کرنے کا اندیشہ ہے۔ قرآن کریم کے پڑھنے کے لئے سب سے ضروری حروف ابجد کا جاننا اور ان کا آپس میں ملانا ہے۔ ان حروف کا پڑھنا بھی دین نہیں دنیا ہے۔ کیونکہ اگر حروف کے مخارج سے واقف نہیں تو تلاوت نہیں کر سکتا۔ اگر ایک انسان قرآن کریم کے

الفاظ اور کلمات

پڑھنے پر قادر نہیں۔ تو وہ ان کے معنوں پر بھی قادر نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک انسان صرف و نحو پر قادر نہیں۔ تو وہ قرآن کریم کے صحیح معنوں پر بھی قادر نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ مندرجہ بالا علوم میں سے کسی سے بھی بے بہرہ ہے۔ تو پھر وہ قرآن کریم کے معارف اور حقائق پر قادر نہیں ہو سکتا تو دنیوی علوم بھی دینی علوم کے لئے ایک حد تک ضروری ہیں۔ ان کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا۔ جب دین مکمل نہ ہوا۔ تو آخرت مکمل نہ ہوئی۔ پس جبکہ ایک جھوٹا صوفی یا ایک جھوٹا مولوی جو کہ دنیا کے ظاہری علوم سے اندھا ہے۔ اگر اس کے سامنے کوئی سچا مولوی اور سچا صوفی آ جائے۔ جس کی

دونوں قسم کی آنکھیں

موجود ہوں۔ یعنی وہ دینی علوم کے علاوہ دنیوی علوم میں بھی دسترس رکھتا ہو۔ تو ایسا شخص یقیناً اپنے حریفوں سے زیادہ اعلےٰ مقام پر ہوگا۔ اور وہ حملہ کے لحاظ سے ان سے زیادہ محفوظ ہوگا۔ جب کبھی بھی اللہ تعالےٰ کے انبیاء آتے ہیں۔ ان کے ذریعہ دینی علوم کے علاوہ دنیوی علوم کی بھی ترقی ہوتی ہے۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

کامیابی کی دعا

حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب کے صاحبزادہ مرزا مبشر احمدؓ صاحب کا ایم۔بی۔بی۔ایس کا فائینل امتحان شروع ہے۔ اور انشاءاللہ مورخہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۴۶ء کو اس کا آخری زبانی امتحان ہوگا۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ ان کی اعلیٰ کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ جزاہم اللہ خیراً۔

اللہ تعالےٰ کے نبیوں اور دنیا دار لوگوں میں علوم کے پھیلانے میں

ایک بہت بڑا فرق

یہ ہوتا ہے۔ کہ دنیا دار لوگ دنیوی علوم کو دینی علوم پر مقدم کر دیتے ہیں۔ اور ان کی تمام تر توجہ دنیوی علوم کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے۔ دینی علوم سے وہ اعراض کر لیتے ہیں۔ لیکن جو الہٰی علماء ہوتے ہیں۔ وہ دنیوی علوم کو دینی علوم کے تابع کر دیتے ہیں۔ اور ان کی زیادہ تر توجہ دینی علوم کی طرف ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سے کام شروع کیا۔ آپ کی تمام تر توجہ دین کی طرف تھی۔ آپ نے بہت سی دینی کتب لکھیں۔ پھر ان کی اشاعت کی۔ اور جہاں تک

قرآن کریم کے سمجھنے کا سوال

ہے۔ اور قرآن کریم کے حقائق و معارف کھلنے کا سوال ہے۔ یہ چیزیں باطنی علوم اور تفقہ فی الدین سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن ان چیزوں کے پیدا کرنے کے لئے آپ نے مدرسے بھی بنائے۔ پھر آپ نے ایک ہسپتال بھی جاری کیا۔ لیکن آپ میں اور دوسرے دنیا دار لوگوں میں فرق یہ ہے۔ کہ دنیا دار لوگوں کے نزدیک انگریزی تعلیم مقدم تھی۔ لیکن آپ کے نزدیک یہ چیز ثانوی حیثیت رکھتی تھی۔ اصل چیز دین تھی۔ جس کے تابع آپ نے تمام علوم کو کر دیا۔ اسی اختلاف کو نہ سمجھنے کی وجہ سے

پیغامیوں کے دلوں میں

یہ خیالات پیدا ہوئے۔ کہ عوام الناس کے خیال کے مطابق مدارس وغیرہ قائم کرنا اور دنیوی تعلیم کا انتظام کرنا ہی اصل دین ہے۔ چنانچہ ان کا یہ خیال یہاں تک تقویت پکڑ گیا۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشورہ دیا۔ کہ لنگر خانہ بند کر دیا جائے۔ اور یہی روپیہ جو لنگر خانہ کا خرچ ہے۔ اس سے کسی جگہ مدرسہ جاری کر دیا جائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ اچھے بھلے بنے بنائے احمدی باہر سے آتے ہیں۔ اور آ کر میری باتیں سنتے ہیں۔ اور اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتے ہیں۔ میں ان بنے بنائے احمدیوں کو کچھ خیالی صورتوں کے لئے کس طرح قربان کر دوں۔ جن کا پیدا ہونا بھی مشکی ہے۔ پتہ نہیں کہ وہ پڑھنے کے بعد احمدیت کے لئے کیسے ثابت ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شک ایک دینیات کے مدرسے کی اور ایک انگریزی کے مدرسے کی بنیاد قائم فرمائی۔ اور آپ کے زمانہ میں ایک ڈسپنسری بھی بن چکی تھی۔ لیکن یہ چیزیں آپ کا مقصود نہ تھیں۔ بلکہ آپ کا مقصود دینی تعلیم پر زور دینا اور

اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عرفان

تک لوگوں کو پہنچانا تھا۔ کیونکہ بغیر سچے مومنوں کے مذہب کو کچھ بھی تقویت حاصل نہیں ہوتی۔ خواہ ساری دنیا ہی اس مذہب کو ماننے کیوں نہ لگ جائے۔ لیکن اگر بہت قلیل تعداد میں بھی سچے مومن ہوں۔ تو وہ دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ اگر مجھے

چالیس سچے مومن

مل جائیں۔ تو میں دنیا کو فتح کر سکتا ہوں۔ اور مجھے دنیا کے فتح کرنے میں ذرا بھی شبہ نہیں رہتا۔ لیکن اس وقت اسی جگہ پر ہی چار ہزار کے قریب لوگ بیٹھے ہیں۔ جو کہ اس تعداد سے سو حصہ زیادہ ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اگر مجھے صرف چالیس سچے مومن مل جائیں۔ تو میں دنیا کو فتح کر سکتا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان چار ہزار میں سے صرف چالیس آدمی یعنی ہر سو آدمی میں سے ایک

کامل مومن

ہو۔ تو دنیا فتح ہو سکتی ہے۔ اس مجلس ہی میں اس تعداد سے سو گنے زیادہ بیٹھے ہیں۔ اور اگر بیرونی جماعتوں کو ملا لیا جائے۔ تو وہ اس تعداد سے جو اس مجلس میں موجود ہے۔ تقریباً سو گنے زیادہ ہوں گے۔ کیونکہ اب

ہماری جماعت کی تعداد

ہندوستان میں ہی چار پانچ لاکھ کے قریب ہے، لیکن ابھی تک جماعت وہ کام نہیں کر سکی۔ جو چالیس کامل مومن کر سکتے ہیں۔ پس سوچو تو سہی کہ تم میں سے کتنے ہیں۔ جو اسلام اور احمدیت کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام توجہ خرچ کرتے ہیں۔ تمہاری بے توجہگی کی وجہ یہی ہے۔ کہ کبھی تم نے اس ذمہ واری پر سنجیدگی کے ساتھ غور نہیں کیا۔ جو تم پر ڈالی گئی ہے۔ رسمی طور پر بیعت کر لینا انسان کو کچھ بھی نفع نہیں دیتا۔ جب تک اس کے ساتھ عمل کو شامل نہ کیا جائے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے احمدیت میں داخل ہو کر خدا تعالیٰ پر بہت بڑا احسان کر دیا ہے۔ اور اب وجہ کیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی جنت میں داخل نہ کرے۔ حالانکہ بندے پر اللہ تعالیٰ کے جو احسانات اور جو نعمتیں ہیں۔ وہ شمار ہی نہیں ہو سکتیں۔ اگر ایک طرف وہ نعمتیں اور انعام رکھے جائیں۔ تو ان کے مقابلہ میں بندے کی خدمتیں بالکل ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔ غالب ایک دنیا دار آدمی تھا۔ لیکن بعض دفعہ دنیا دار آدمی کے منہ سے بھی حکمت کی بات نکل جاتی ہے۔ غالب نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یعنی اگر اللہ تعالےٰ کے رستے میں جان بھی دیدی تو پھر بھی ہم نے کونسی قربانی کی ہے۔ ہمارے پاس سے کیا گیا۔ جان تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تھی۔ جو اسے واپس کر دی۔ اور اس کے علاوہ اور بھی

اللہ تعالےٰ کی نعمتیں

ہمارے ذمہ قرضہ ہیں۔ ہم نے ان کے عوض اللہ تعالیٰ کو کیا دیا۔ حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ کونسی چیز ہے۔ جو انسان اپنے پاس سے قربان کرتا ہے۔ کونسی چیز ہے۔ جو انسان نے خود بنائی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے رستے میں جو کچھ قربان کرتا ہے۔ وہ سب اللہ تعالےٰ کی عطا ہوتا ہے۔ اور انسان جب جان دیتا ہے۔ تو اسکی بہت سی چیزیں دنیا میں باقی رہ جاتی ہیں۔ جو اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان نہیں کی ہوتیں۔ میرے خیال میں کوئی انسان ایسا نہیں۔ جو ہر ایک چیز اللہ تعالےٰ کے رستے میں قربان کر جائے۔ بہت سے لوگ ہیں جو

اللہ تعالےٰ کے رستے میں

جانیں قربان کرتے ہیں۔ تو ان کا مال پیچھے باقی ہوتا ہے۔ جس سے ان کی بیویاں اور بچے گزارہ کرتے ہیں۔ اور اگر بیوی بچے بھی قربان کر جاتے ہیں۔ تو پیچھے رشتہ دار ہوتے ہیں۔ جو ان کے مال و دولت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور ایسی مثالیں کہ جان دیتے وقت ان کی کوئی چیز باقی نہ ہو۔ بہت کم ہیں بلکہ چند ہیں۔ صحابہؓ میں سے شہید ہونے والوں میں سے حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت حمزہ ایسے تھے کہ جنہوں نے

جان کی قربانی کی

اور پیچھے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ لیکن ایک چیز پھر بھی باقی رہ گئی اور وہ چیز ایسی تھی۔ جو نہ مٹنے والی تھی۔ وہ ان کی

نیک نامی اور نیک شہرت

ہے۔ بے شک حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت حمزہ نے بیوی بچے اور جائیداد پیچھے نہیں چھوڑی اور سب کچھ اللہ تعالےٰ کے رستے میں قربان کر دیا۔ لیکن وہ عزت اور وہ نیک نام اور وہ دعائیں جو ان کو عالم اسلام سے ملتی ہیں وہ باقی ہیں اور ان چیزوں کے مقابلہ میں ان کی قربانیوں کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ کوئی سچا مسلمان ایسا نہیں جو

عثمان بن مظعون کے واقعات

کو پڑھ کر آنکھوں سے آنسو نہ بہائے۔ اور کوئی سچا مسلمان ایسا نہیں۔ جو ان واقعات کو پڑھ کر دعا کئے بغیر آگے گذر جائے یہ کتنا بڑا انعام ہے۔ ہم یہ مان لیتے ہیں کہ عثمانؓ کی جائیداد ہزاروں کی نہیں بلکہ لاکھوں کی ہوگی

لیکن کتنی دعائیں عثمان بن مظعون کے لئے کی جاتی ہیں۔ اگر آج مسلمانوں کو یہ حقیقت معلوم ہو جائے کہ عثمان کو کیا کچھ ملا ہے۔ تو وہ کروڑوں کروڑ کی جائدادیں اسلام کے لئے قربان کر دیں۔ انسان اولاد کس لئے مانگتا ہے۔ اسی لئے کہ اس کا نام دنیا میں باقی رہے۔ لیکن کتنے لوگ ہیں جن کے نام ان کی اولادوں کی وجہ سے باقی ہیں۔ آج سے ہزار سال پہلے کے کتنے لوگ ہیں۔ جن کے نام ان کی اولادوں کی وجہ سے باقی ہیں۔ ہزار سال میں اربوں عرب بلکہ کھربوں کھرب دنیا گزر چکی ہے۔ اس زمانہ میں ہی

دنیا کی آبادی دو ارب ہے

تو ہزار سال میں تو کھربوں کھرب دنیا گزر چکی ہے۔ لیکن ان میں سے صرف دو چار سو ایسے افراد ہونگے۔ جن کے نام اب تک ان کی اولادوں کی وجہ سے باقی ہیں اور باقی سب لوگ ایسے ہیں۔ جن کے ناموں سے کوئی انسان واقف نہیں۔ ایک ہزار سال کا عرصہ تو بہت لمبا عرصہ ہے میں

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

بعض لوگوں سے ان کے پردادوں کے نام پوچھتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں کہ ان کا نام کیا تھا۔ لیکن عثمانؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں جو قربانی کی۔ وہ آج تک ان کا نام زندہ کئے ہوئے ہے۔ اگر عثمانؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاتے۔ تو آج کسی کو ان کے نام سے بھی واقفیت نہ ہوتی۔ لیکن آپ نے اسلام کے زندہ کرنے کے لئے رشتہ دار وطن چھوڑے۔ اور آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں شہادت پائی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے آج تک آپ کا نام زندہ رکھا ہے۔ پس جو شخص

اللہ تعالےٰ کی راہ میں فنا

ہوتا ہے وہی زندگی پاتا ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ بندہ جو قربانی کرتا ہے۔ اس کے بدلے میں جو انعامات اور فضل اس پر نازل ہوتے ہیں۔ ان کا اور اس قربانی کا آپس میں کوئی مقابلہ ہوسکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

قربانی سے گھبرانا اس بات کی واضح علامت ہے۔ کہ ایسا شخص

کمزوری ایمان کا شکار

ہے۔ اور اسے اللہ تعالےٰ کے وعدوں پر یقین نہیں۔ اگر یقین ہوتا۔ تو وہ بخل سے کام نہ لیتا۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان ان قربانیوں کے بدلے میں بہت جلد ہی نفع چاہتا ہے۔ اور روحانی طور پر اسے جو کچھ ملتا ہے۔ اس کی نظر اس قیمتی چیز کو دیکھ نہیں سکتی۔ وہ جلد گھبرا جاتا ہے۔ کہ میری قربانیوں کا بدلہ مجھے ابھی تک نہیں ملا۔ اس زمانہ میں قربانیوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے

ہماری جماعت کو منتخب کیا ہے

ہماری جماعت کی تعداد اس وقت چار پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ اگر سب احمدیوں میں قربانی کی رُوح پیدا ہو جائے۔ اور انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو جائے۔ تو تم دیکھو کہ کس طرح بہت تھوڑے عرصہ میں دنیا تہ و بالا ہو جائے۔ اور دنیا میں احمدیت کا رعب قائم ہو جائے۔ میں نے جماعت کو بار بار توجہ دلائی ہے۔ کہ کم سے کم ہر ایک احمدی اپنے اوپر یہ فرض کر لے۔ کہ وہ

سال میں ایک احمدی

ضرور بنائے گا۔ لیکن اس کی طرف بہت کم لوگوں نے توجہ کی ہے۔ ذرا خیال تو کرو کہ اگر ہر ایک احمدی اپنے اس فرض کو ادا کرے۔ اور سال میں ایک احمدی بنائے تو دس پندرہ سال میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدیت ایسے مقام پر کھڑی ہو جائیگی۔ کہ دنیا اس کے مقابلہ سے عاجز آ جائیگی۔ میں نے بار بار

مختلف مواقع پر

اس تحریک کی طرف جماعت کو توجہ دلائی۔ لیکن تم میں سے اکثر لوگوں نے ایک کان سے سنا۔ اور دوسرے کان سے نکال دیا۔ جیسے چکنا گھڑا ہوتا ہے۔ کہ اس پر پانی کوئی اثر نہیں کرتا۔ اسی طرح میری تحریک بھی ان پر کوئی اثر نہ کر سکی۔ انہوں نے میری تحریک کو سنا۔ اور اٹھ کر گھروں کو چلے گئے کتنا

افسوس کا مقام

ہے کہ تمہارا یہ اپنا فرض تھا کہ تم تبلیغ کرتے لیکن تم نے اس اہم فریضہ کو فراموش کر دیا۔ اور میں تمہیں بار بار یاددہانی کراتا ہوں۔ لیکن تم پھر بھی اسے بھلانے کی کوشش کرتے ہو۔ یہ حالت اچھی نہیں آخر تمہارے دلوں میں کیا چیز ہے۔ جس پر تم خوش ہو رہے ہو۔ اور تمہارے دل کس بات پر مطمئن ہیں۔ تا میں بھی اسے سمجھ سکوں آخر صحابہ نے کونسا جرم کیا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ نے انہیں اس وقت تک کامیاب نہیں کیا جب تک انہوں نے اپنی

جان۔ مال اور عزت خدا تعالےٰ کے رستے میں قربان

نہیں کر دیئے۔ کیا خدا تعالےٰ سے تمہاری رشتہ داری ہے۔ کہ وہ باوجود تمہارے بخل کے تمہاری منتیں کرے گا۔ کہ میری جنت میں ضرور داخل ہو جاؤ۔ اور اللہ تعالےٰ کے فرشتے تمہارے استقبال کے لئے دوڑے چلے آتے ہوں۔ تمہاری موجودہ حالت یقیناً خطرہ سے خالی نہیں۔ تمہیں اپنے نفس کے متعلق فکر کرنی چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ

تمہاری حالت

تو دوسرے لوگوں سے بھی بدتر ہے جو احمدیت میں داخل نہیں ہوئے۔ ان کو تو نور نظر بھی نہیں آیا۔ تم نے نور دیکھا۔ لیکن اس کی قدر نہ کی۔ انہوں نے جو کچھ کمایا وہ اپنے نفس پر خرچ کر لیا۔ لیکن تم نے ادھوری قربانی کی۔ تمہیں نہ خدا ہی ملا۔ اور نہ دنیا ہی ملی۔ اللہ تعالےٰ ادھوری قربانیوں سے راضی نہیں ہوتا۔ اس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ انسان ہر رنگ میں قربانی کرنے سے دریغ نہ کرے۔ میں نے کتنی دفعہ تمہیں کہا ہے کہ آگے آؤ۔ اور اپنی

زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کرو

لیکن تم میں سے اکثر نے اپنا قدم پیچھے کھینچا۔ کتنے آدمی ہیں۔ جو آگے آئے۔ لاکھوں کی جماعت میں سے چند سو آدمیوں کا اپنے آپ کو پیش کرنا جماعت کے لئے باعث فخر نہیں ہوسکتا۔ پھر میں

نے یہ تحریک کی تھی۔ کہ قادیان کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ سال میں سے

ایک مہینہ تبلیغ کے لئے وقف

کریں۔ قادیان ہجرت کر کے آنے والوں کا یہ دعوےٰ ہوتا ہے۔ کہ وہ سلسلہ کی خدمت اور مرکز کی مضبوطی کے لئے قادیان آئے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ ایسے تمام لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے عمل سے اس کا ثبوت دیں۔ اور پیچھے رہ کر اپنے عمل سے اپنے ایمان پر منافقت کی مہر ثبت نہیں کرنی چاہیئے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ

چودہ ہزار کی آبادی میں سے

صرف نوّے آدمیوں نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کیا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ چودہ ہزار میں سے سات ہزار عورتیں ہوں گی۔ اور پھر باقی سات ہزار مردوں میں سے بھی ساڑھے تین ہزار کے قریب بچے اور بوڑھے ہوں گے جن کو نکالنا پڑے گا۔ اور کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو اپنی مجبوریوں کی وجہ سے اس تحریک میں حصہ لینے کے قابل نہ ہوں گے۔ بہرحال

اڑھائی ہزار مرد قادیان میں

ایسے ہیں جو اس تحریک میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اور اگر گرد و نواح کے احمدیوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ تعداد ساڑھے تین ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر واقعہ میں انسان کے اندر تقوےٰ ہو اور اس کے اندر یہ عزم ہو۔ کہ میں اسلام کے

غلبہ کے لئے

ہر وقت کوشاں رہونگا۔ تو ایک مہینہ کا وقف کرنا کونسی مشکلات ہے۔ مگر تم میں سے بہتوں نے سنا اور سنکر پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔ اور ان کو اتنی ہمت نہ پڑی۔ کہ ساری عمر نہیں۔ دس پندرہ سال نہیں۔ ایک سال نہیں بلکہ بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ ہی وقف کر دیں۔ کیا ایسے لوگوں کو اپنی عاقبت کا ذرا بھی فکر ہے۔ کیا وہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ رات کو مر جائے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فرشتے

ان کے استقبال کے لئے آتے۔ اور انبیاء ان کے سامنے ہاتھ جوڑتے۔ کہ اپنے آپ مہربانی فرما کر جنت میں ضرور تشریف لے چلیں۔ ایسے لوگ

سخت فریب خوردہ

ہیں۔ جو شخص سال میں سے ایک مہینہ بھی خدا تعالیٰ کے لئے قربان کرنے کو تیار نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا کس طرح امیدوار ہو سکتا ہے۔ جو فرض ان کے ذمہ تھا وہ پورا نہیں ہؤا۔ تو انعام کس بات کا۔ انعام تو خدمت بجالانے کے بعد ملا کرتا ہے۔ کئی دفعہ سلسلہ کی طرف سے

مختلف مالی مطالبے

پیش ہوئے ہیں۔ لیکن سوائے تھوڑے سے لوگوں کے باقی لوگ بدستور خاموش ہیں۔ انسان مالی لحاظ سے اسی وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو سکتا ہے۔ جب یا تو اس نے اس قدر مالی قربانیاں کی ہوں۔ کہ جس کے بعد وہ کہہ سکے۔ کہ اب میں کنگال ہو گیا ہوں۔ اور اب مجھ میں حصہ لینے کی توفیق نہیں۔ یا پھر ہر مالی مطالبہ میں اپنی توفیق کے مطابق حصہ لیتا ہو۔ اور جب وہ خدا تعالیٰ کے سامنے جائے۔ تو کہہ سکے کہ مالی قربانیوں کی جتنی آوازیں میں نے سنیں ان سب میں اپنی توفیق کے مطابق حصہ لیا۔ اس میں شبہ نہیں

جماعت میں ہزاروں لوگ

ایسے ہیں کہ جن کی قربانیاں دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے۔ لیکن وہ ہزاروں ہی ہیں۔ جو ہر قربانی کے وقت اور ہر مطالبہ کے وقت آگے آتے ہیں۔ اور لاکھوں چپ کر کے کھسک جاتے ہیں جب میں کوئی آواز اٹھاتا ہوں۔ تو وہ ہزاروں پھر اپنے آپ کو پیش کر دیتے ہیں کہ لیجئے ہم حاضر ہیں۔ لیکن وہ لاکھوں پیچھے ہیں۔ ان کی مہر سکوت نہیں ٹوٹتی۔ وہ دیکھتے ہوئے ایک طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ کبھی میں ان کو ان ہزاروں لوگوں کا نمونہ پیش کر کے ترغیب دلاتا ہوں۔ اور کبھی میں ان کو قربانیوں سے پیچھے رہنے والوں کے عبرتناک انجام سنا کر ترہیب سے کام لیتا ہوں۔ لیکن پھر بھی وہ پیچھے ہی رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور وہ ہزاروں

پھر آگے آ جاتے ہیں۔ کتنا صاف فرق نظر آتا ہے ادنیٰ ایمان میں اور اعلیٰ ایمان میں۔ جو لوگ قربانیوں کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قریب کرتا جاتا ہے۔ اور ان کا مزید قربانیوں کے لئے تیار رہنا بتاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو قریب کر رہا ہے۔ ورنہ پہلی قربانی کے بعد ان کے دل میں خیال آتا۔ کہ ہم قربانی کر چکے اب دوسروں کی باری ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ یہ تو پورا ہو کر ہی رہے گا۔ لیکن ساتھ ہی ان

کمزور ایمان والوں کا کام

بھی تمام ہو جائے گا۔ اگر انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی۔ تو یہ زنگ بڑھتا جائیگا۔ اور آخر وہ آنکھوں اور کانوں سے محروم ہو جائیں گے۔ مجھے ان لوگوں کی کمزوریوں کا بہت فکر ہے۔ مگر میں کیا کروں۔ کوئی مشفق باپ یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کی اولاد اندھی بہری ہو۔ اور کوئی امام یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اسکی جماعت کے کچھ لوگ اندھے بہرے اور گونگے ہو کر خدا تعالیٰ کے سامنے جائیں۔ ہم نے تو ساری دنیا کے دلوں کو تبدیل کرنا ہے۔ اور انہیں بحر ظلمات سے نکالنا ہے۔ پھر ہم کس طرح یہ برداشت کر سکتے ہیں۔ کہ ہماری جماعت کا ایک حصہ نابینا۔ بہرہ اور گونگا ہو جائے۔ مگر یہ کام ایسا ہے۔ کہ صرف میری کوشش سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس میں تمہاری اپنی کوشش کا بہت حد تک دخل ہے۔ اگر تم لوگ

خود اپنی اصلاح کا عزم کر لو

تو پھر یہ کام آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن بغیر تمہاری کوشش کے میں تمہارے دلوں کو کس طرح بدل سکتا ہوں۔ یہ کام ایسا ہے۔ کہ جسے ہم مل کر کر سکتے ہیں۔ تمہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا علم نہیں دیا۔ اور دین کی ضرورتوں کا تمہیں علم نہیں دیا۔ مجھے علم دیا ہے۔ اور ان باتوں کے متعلق میں تمہیں بار بار توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ مگر تمہارے نفس کی اصلاح اور نفس میں تبدیلی پیدا کرنے کا اختیار تم کو دیا ہے۔ وہ مجھے نہیں دیا۔

نفس کی پاکیزگی کے رستے

بتانا میرا کام ہے۔ لیکن ان پر چلنا اور ان پر قائم رہنا تمہارا کام ہے۔ جب تک یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو جاتیں۔ اس وقت

تک تم کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ خوشی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ کامیابی تو مقدر ہے۔ اور وہ ہو کر رہے گی۔ جلد ہو یا بدیر۔ لیکن تم کو خوشی نہ ہو گی۔ کیونکہ تم سارے کے سارے اس کے وارث نہیں ہو سکو گے۔ کیونکہ بعض لوگ کمزوریوں کی وجہ سے رستہ میں گر جائیں گے۔ خوشی تو اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جبکہ

سارا قافلہ منزل مقصود پر

پہنچ جائے۔ اور رستہ میں کوئی رہ نہ جائے۔ پس میں پھر کہتا ہوں۔ کہ وقت نازک سے نازک ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ نمازیں۔ زیادہ سے زیادہ روزے زیادہ سے زیادہ عبادات۔ زیادہ سے زیادہ اذکار۔ زیادہ سے زیادہ دعائیں کرنے میں لگ جاؤ۔ اب بے شک وہ زمانہ نہیں کہ دین کے خادموں کے

تلواروں سے سر قلم

کئے جائیں۔ لیکن زندگیاں وقف کرنے کا اب بھی دروازہ کھلا ہے۔ جو لوگ تمام زندگی نہ وقف کر سکتے ہوں۔ وہ عمر کا کچھ حصہ وقف کر دیں۔ اور جو اسکی بھی توفیق نہ رکھتے ہوں۔ وہ کم سے کم سال میں ایک مہینہ ضرور وقف کریں۔ کیونکہ بغیر ایسی قربانیوں کے تم خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب نہیں کر سکتے۔ اتنی سہولتوں کے

بعد جو شخص پیچھے ہٹتا ہے۔ وہ اپنے عمل سے خود اپنے دل پر مہر لگاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دل پر مہر لگانے کے معاملہ میں بندے کے فعل کے ماتحت چلتا ہے۔ جب بندہ خود کمزوری دکھا کر اور نیکی سے بعد اختیار کر کے خدا تعالیٰ سے کہتا ہے۔ کہ اب میں اس قابل ہو گیا ہوں۔ کہ میرے دل پر مہر لگائی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہر کو اپنی طرف اس لئے منسوب کیا ہے۔ کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ اب بغیر ہماری اجازت کے کوئی شخص اس مہر کو توڑ نہیں سکے گا۔ پس بندے خود اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر ہم چاہتے تو تمام دنیا کو ہدایت پر جمع کر دیتے۔ ہمارا کام تو ہدایت دینا ہے۔ گمراہ کرنا ہمارا کام نہیں۔ پس

اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو

اپنی اصلاح کرو۔ اور قربانیوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر اب بھی تم اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کرو گے۔ تو وہ زنگ اور بھی بڑھ جائے گا۔ اور اس کا دور کرنا تمہارے اختیار سے باہر ہو جائے گا۔

وقف کی منسوخی کا اعلان

ملک محمد نواز خاں صاحب ولد ملک بہادر خاں صاحب سکنہ خوشاب ضلع شاہ پور نے معاہدہ وقف کو پر کر کے اپنے آپ کو خدمتِ سلسلہ کے لئے پیش کیا تھا لیکن جب ان کو انتخاب کے کام پر لگایا گیا۔ تو اس معاہدہ کی شرائط کے خلاف دفتر سے منظوری حاصل کئے بغیر اس کام کو چھوڑ کر چلے گئے۔ لہذا اس عہد شکنی کی وجہ سے ان کے وقف کو توڑنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ واقفین کی فہرست سے ان کے نام کو کاٹ دیا گیا ہے۔ مزید کارروائی بعد میں کی جائے گی۔

(وکیل الدفتر تحریک جدید)

اپنا حساب دریافت کر لیں

"تحریک جدید" کے بعض مجاہدوں نے اپنا اس سال کا چندہ دریافت کیا ہے۔ تاکہ وہ ۳۱ر اکتوبر تک ادا کر سکیں۔ گو "وکیل المال دفتر تحریک جدید" کی طرف سے دفتر اول کے بارھویں سال اور دفتر دوم کے سال دوم بلکہ سال اول کے بقایا وغیرہ کی اطلاع بھی کر دی گئی ہے۔ تاہم معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض احباب کو دفتر کی چٹھی نہیں ملی۔ اسی لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر مجاہد جس کا "دفتر اول" اور "دفتر دوم" کا وعدہ واجب الادا ہے۔ یا "تعمیرات افریقہ" کی رقم قابل ادا ہے۔ وہ ۳۱ر اکتوبر تک ادا کر کے رضاء الٰہی حاصل کریں۔ اگر کسی کو باوجود حساب بھجوانے کے نہیں پہنچا۔ تو وہ "وکیل المال تحریک جدید" کے دفتر سے فوراً دریافت فرما دیں۔

(وکیل المال تحریک جدید)

قومی حکومت اور مسئلہ زبان

اخبار "انقلاب" ۲۰ اکتوبر میں چوہدری سکھ لال صاحب ڈپٹی منیجر کارپوریشن لاہور کی طرف سے ایک آرٹیکل زیر عنوان "ہندی زبان اور ہندو دھرم میں اچھوتوں کی بے عزتی ہے" شائع ہوا ہے اس آرٹیکل میں چوہدری صاحب موصوف نے ہندی پر اردو زبان کی فوقیت کے کچھ دلائل رسم الخط کا مقابلہ کر کے پیش کئے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ فارسی رسم الخط ہندی یا بھاشا کے رسم الخط سے زیادہ مختصر اور زیادہ سہل اور سادہ ہے۔ ہندی رسم الخط میں جو عبارت ایک سطر میں آتی ہے وہی عبارت فارسی رسم الخط میں نصف سے بھی کم سطر میں آ سکتی ہے مگر ہم اس نوٹ میں ہندوستان کے ان رہنماؤں کے سامنے جو ہندوستان کی آزادی کے لئے بیقرار ہیں ایک اور نقطہ نظر سے کچھ حقائق پیش کرنا چاہتے ہیں۔

ہندوستان میں انگریزوں کے اقتدار کے ساتھ ہی ہندو مسلم تعلقات میں جہاں اور ہزاروں بین الاقوامی الجھنیں پڑ گئیں۔ وہاں ایک لاینحل مسئلہ زبان کا بھی ہے۔ جتنی مختلف زبانیں ہندوستان میں رائج ہیں۔ شاید یورپ کے براعظم میں بھی اتنی زبانیں رائج نہ ہوں گی۔ خطہ خطہ کی بولی جدا ہے۔ بنگالی تامل سے نہیں ملتی تو گجراتی اوڑی سے کوسوں دور ہے۔ اور پنجابی مرہٹی بولی سے بالکل مختلف۔ لیکن ان متعدد زبانوں کے باوجود ایک عالمگیر بولی بھی ساتھ ہی ساتھ یہاں نشوونما پانے لگی۔ جو تھوڑی سی کوشش سے تمام ہندوستان کی عام فہم زبان بن سکتی ہے بشرطیکہ اس کے راستہ میں روکاوٹیں نہ پیدا کی جائیں۔ یہ زبان ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل جول سے خود بخود ہندوستان کے بازاروں کوچوں اور گلیوں میں پیدا ہوئی۔ اور اس قدر جلدی ترقی کر گئی کہ ایک صدی سے بھی کم عرصہ میں اس نے علمی زبان کی حیثیت پیدا کر لی۔ اس زبان کی بنیاد ہندوستان کی مروجہ عوام زبان پراکرت کی زمین میں رکھی گئی۔ جو

مسلمانوں کے آنے سے پہلے شمالی ہندوستان کے بازاروں میں بولی جاتی تھی مسلمان زیادہ تر فارسی زبان بولتے تھے جس میں امتداد زمانہ سے بہت سے عربی الفاظ بھی شامل ہو گئے۔ جب مسلمان ہندوستان کے باشندوں سے باتیں کرنے لگے۔ تو انہوں نے اپنا مطلب سمجھانے کے لئے یہاں کی مروجہ زبان سے کام لینے کی کوشش کی۔ قدرتاً وہ اس کوشش میں اپنی زبان کے الفاظ بھی بول جاتے۔ ادھر یہاں کے باشندوں نے ان الفاظ کو اپنانا شروع کیا۔ اس اختلاط سے نتیجۃً وہ زبان پیدا ہوئی جس کو کبھی ہندی۔ کبھی ریختہ اور کبھی اردو کہنے لگے۔

اس سے ظاہر ہے کہ اردو زبان نہ ہندوؤں کی واحد ملکیت ہے اور نہ مسلمانوں کی۔ بلکہ ایک ایسی بولی ہے جس پر ہندوؤں کا بھی ویسا ہی حق ہے جیسا کہ مسلمانوں کا۔ اردو کی ساخت اور بناوٹ اس قسم کی ہے کہ اس میں تقریباً ہر زبان کے الفاظ سما سکتے ہیں۔ اور انگریزی کی طرح اس میں وہ تمام باتیں موجود ہیں جو ایک عالمگیر زبان میں ہونی چاہئیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان کی بدقسمتی کی وجہ سے ہندوؤں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جنہوں نے علی الاعلان اس زبان سے نفرت پھیلانے کی کوشش کی اور اس کو ایک اجنبی زبان قرار دیا اور اس کے مقابلہ میں ہندی بھاشا ایجاد کر لی۔ اور اس کو ہندوؤں کی خاص زبان کے نام سے نامزد کرنے لگے انہوں نے عام فہم فارسی اور عربی الفاظ کو چن چن کر نکالنے اور ان کی جگہ سنسکرت کے ثقیل اور غیر معروف الفاظ ٹھونسنے شروع کر دیئے اور اس طرح ایک ایسی زبان الگ بنانے کی کوشش کی جس کو صرف ہندو ہی سمجھ اور بول سکیں۔

زیادہ حیرتناک بات یہ ہے کہ وہ ہندو سربرآوردہ لیڈر جو انڈین نیشنل کانگرس کے کرتا دھرتا ہیں۔ اور جو یہ شور مچاتے ہیں کہ تمام ہندوستانی ایک ہی قوم ہیں ایک طرف تو اکھنڈ ہندوستان کے اصول کے حامی ہیں۔ تو دوسری طرف ہندوستان کی واحد مشترک زبان کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں۔ اگر ان لوگوں کی نیتیں صاف ہوتیں تو جو زبان قدرتاً عالمگیر بنیادوں پر نشوونما پا رہی تھی اس کی تائید کرتے اور اس کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کرتے۔ یہ نہیں کہ وہ اس زبان کے حقوق سے ناواقف ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ زبان ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ زبان ہے۔ اور اس کے عالمگیرانہ دعاوی نہایت استوار بنیادوں پر قائم ہیں۔ مگر ان کے دلوں کے اندر جو ہر اس بات سے جذبہ نفرت موجود ہے۔ جس کا ذرا سا بھی تعلق اسلامی تمدن سے ہو ان کو ہر وقت اکساتا ہے کہ وہ اس حقیقت سے راہ فرار نکالیں۔ چنانچہ انہوں نے نہایت ہوشیاری سے مسلمانوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اس زبان کے دعاوی کو بظاہر تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس کا نام ہندی یا ہندی ہندوستانی رکھ کر اس کی اشاعت کو اپنے اصول میں داخل کر لیا ہے اور ان علاقوں میں بھی جہاں اس کا رواج کم ہے اس کو رائج کرنے کے احکام جاری کر دئیے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ تحریری ہے عملاً ہو رہا یہ ہے کہ جن صوبوں میں کانگرس حکومتیں قائم ہو گئی ہیں وہاں خالص بھاشا کو جس میں سنسکرت کے غیر مانوس الفاظ کی بھرمار ہے زبردستی کر دی گئی ہے ہندوستانی کے نام سے رائج کیا جا رہا ہے۔ اور اس زبان کو جو حقیقتاً ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ زبان کہی جا سکتی ہے اس طرح سخت نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ اور نہ صرف ہندوؤں کو بلکہ مسلمانوں کو بھی اس قدرتی زبان سے محروم کیا جا رہا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ حقیقی مشترکہ زبان ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے محدود ہو کر رہ جائیگی۔ اور علمی لحاظ زبان ہندوستان کے دو حصے ہو جائیں گے۔ گویا جس اصول کو کانگرسی لے کر کھڑے ہوئے ہیں خود ہی اس کو مٹانے والے بن جائیں گے۔

ایک سب سے بڑا نقصان جو اس پالیسی سے ہندوستانی قومیت کو پہنچنے کا یقینی ہے وہ یہ ہے کہ اگر ہندوستانی سے فارسی اور عربی کے مروجہ الفاظ نکال دئیے گئے اور ان کی جگہ سنسکرت کے الفاظ زیادہ سے زیادہ تعداد میں داخل کر دئیے گئے۔ تو یہ ایک ایسی بولی بن جائے گی جس کا تعلق اسلامی ایشیا کی دیگر زبانوں سے بالکل منقطع ہو جائیگا۔ چین۔ جاپان۔ انڈونیشیا۔ اسٹریلیا اور دیگر ایشیائی ممالک سے تو پہلے ہی ہندوستان کے لسانی تعلقات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ان ممالک میں بھی جو ہندوستانی زبان کسی قدر ملتی ہے وہ وہی زبان ہے جس کو اردو کہتے ہیں۔ اور جس میں سنسکرت کے غیر مانوس الفاظ کی بجائے فارسی اور عربی کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ افریقی سواحل کا بھی یہی حال ہے۔ الغرض جہاں بھی ہندوستانی گئے ہیں۔ وہ یہی زبان ساتھ لے کر گئے ہیں۔

غیر ممالک میں اردو زبان لے جانے میں جماعت احمدیہ نے بھی قابل قدر حصہ لیا ہے۔ انہوں نے تمام دنیا میں جا بجا اسلامی مشن قائم کر کے اس زبان کو روشناس کرایا۔ چونکہ اس جماعت کا تمام ضروری لٹریچر اردو زبان ہی میں ہے۔ وہ جہاں بھی مشن قائم کرتے ہیں اور وہاں کے جن لوگوں کو اپنی جماعت میں داخل کرتے ہیں لازماً ان کو اس زبان سے کچھ نہ کچھ واقفیت ہو جاتی ہے۔ اور ہم کو یقین ہے کہ جب یہ مشن زیادہ سے زیادہ وسعت اختیار کر لیں گے تو ساتھ ہی یہ زبان بھی خود بخود ساری دنیا میں بولی اور سمجھی جانے لگے گی۔ اس لئے عرض ہے کہ وہ لوگ جو ہندوستان کو واحد قومیت کے رنگ میں رنگنا چاہتے ہیں اس بات پر غور کریں اور اس قدرتی زبان کو نقصان پہنچانے کی بجائے اس کی ترقی میں مصروف ہوں۔ اور صدیوں کی مردہ زبان کو جو ہندوستان میں کبھی کسی خطہ میں اب نہیں سمجھی جاتی زندہ کرنے کی بیکار کوشش میں تضیع اوقات نہ کریں۔

آزاد ہندوستان کے ثقافتی سیاسی اور تجارتی تعلقات پہلے انہی ممالک سے قائم ہوں گے جو اس کے اردگرد واقعہ ہیں اور ان میں سے بھی خصوصاً اسلامی ممالک سے ہی ایسے تعلقات زیادہ تر قائم ہوں گے ایسے تعلقات کو خوش اسلوبی سے بنانے کے لئے اُردو زبان ہی بہترین وسیلہ بن سکتی ہے۔ جس میں ایسے الفاظ موجود ہیں۔ جن سے ان ممالک کے لوگ پہلے ہی مانوس ہیں۔ اس لئے ان تعلقات میں جو دقتیں اختلاف زبان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں وہ کم سے کم رہ جائیں گی۔ اس کے خلاف سنسکرت آمیز بھاشا زبان اختیار کرنے سے یہ دقتیں اور بھی بڑھ جائیں گی۔ اس لئے ہم ان لوگوں کو جو ہندوستان کے سچے خیر خواہ ہیں اور جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹیاں نہیں ہیں۔ زور سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اس سلیس اور سادہ زبان کی جو دہلی لکھنؤ۔ حیدرآباد اور لاہور میں بولی۔ لکھی اور پڑھی جاتی ہے۔ ہندوستان کی قومی اور ملکی عالمگیر زبان بنانے کی کوشش کریں۔ تاکہ جب وحدت ہندوستان کا اصول لیکر وہ کھڑے ہوتے ہیں اس کے راستہ سے صد زبانیوں کی سد سکندری ہٹ جائے۔ اور ہندوستان کی یہ مشترکہ بولی ترقی کی شاہراہوں پر آزادی سے گامزن ہو سکے۔

تنویر

وصیت

وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر میں اطلاع کر دے۔ (سکرٹری بہشتی مقبرہ)

۹۶۳۶ منکہ محمد حسن ولد نور محمد صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۵۳ سال بیعت ۱۹۳۲ء ساکن ... بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ ستمبر ۴۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۶۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں گا تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد محمد حسن جلد ساز فیروز پور شہر گواہ شد سید اعجاز احمد ملیکہ بیت المال گواہ شد پیر معین الدین بقلم خود

عرق نور رجسٹرڈ

ضعف جگر۔ بڑھی ہوئی تلی۔ پرانا بخار۔ پرانی کھانسی۔ دائمی قبض درد کمر جسم پر خارش۔ دل کی دھڑکن۔ یرقان۔ کثرت پیشاب اور جوڑوں کے درد کو دور کرتا ہے۔ معدہ کی بے قاعدگی کو دور کر کے سچی بھوک کو پیدا کرتا ہے۔ وہ اپنی مقدار کے برابر صالح خون پیدا کرتا ہے کمزوری اعضا کو دور کر کے قوت بخشتا ہے عرق نور۔ عورتوں کی جملہ امراض خصوصاً ایام ماہواری کی بے قاعدگی دور کر کے قابل اولاد بناتا ہے۔ بانجھپن اٹھرا کی لاجواب دوا ہے۔

نوٹ:۔ عرق نور کا استعمال صرف بیماروں کیلئے مخصوص نہیں۔ بلکہ تندرستوں کو آئندہ بہت سی بیماریوں سے بچاتا ہے۔ قیمت فی شیشی یا پیکٹ دو روپے صرف علاوہ محصولڈاک

المشتہر ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور رجسٹرڈ قادیان پنجاب

احمدیت کے متعلق پانچ سوالات

۱۔ کیا احمدیت کا اقرار کرنا ضروری ہے۔ (۲) غیر احمدی امام کے پیچھے نماز کیوں جائز نہیں۔ ۳۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے۔ پھر ہم کیوں احمدی نام رکھیں اور ایک نیا فرقہ قائم کریں۔ (۴) کیا قرآن شریف و حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ ہم اپنی نجات کے لئے مسیح و مہدی کو امام ضرور مانیں۔ ۵۔ کیا مذکورہ بالا حالات کے ماتحت خفیہ بیعت قبول کی جائے گی۔ جواب:۔ حضرت امام جماعت احمدیہ دوسرا ایڈیشن مزید اضافے کیساتھ شائع کیا گیا ہے۔ طالب حق کو مفت تبلیغ کیلئے ایک روپیہ کے آٹھ۔ معہ محصولڈاک۔

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

بعدالت جناب مرزا عبداللہ جان صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی سب جج درجہ چہارم پشاور!

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

دوکان موسومہ لالہ مرلی مل بال مکند بذریعہ رام ناتھ ولد لالہ مرلی مل مالک و شریک دوکان واقعہ اندرون شہر پشاور

مدعیان

بنام

لچھمن شاہ رام اقبال بذریعہ رام اقبال مالک دوکان واقعہ چھبڑا علاقہ صوبہ بہار ریلوے او۔ ٹی۔ آئی

مدعا علیہم

دعویٰ دلایا پانے مبلغ ۴۰۰/۱/- اصلی سود برائے بہی کھاتہ

مقدمہ عنوان بالا میں کئی بار احکام بنابر تعمیل بنام مدعا علیہم بھجوائے گئے۔ مگر مدعا علیہم مذکور کی تعمیل معمولی طریقہ سے نہیں ہوتی۔ اس لئے بذریعہ اشتہار بذا مدعا علیہم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ عدالت ہذا میں برائے پیروی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً یا مختار برائے ۱۲ ۔ ۱۱ ۔ ۴۶ کے بمقام پشاور بوقت ۱۰ بجے دن حاضر آویں۔ ورنہ بصورت غیر حاضری اُن کے برخلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۱۶ ۔ ۱۰ ۔ ۴۶ ہمارے دستخط اور مہر عدالت ہذا سے جاری کیا گیا ہے

دستخط حاکم مہر عدالت

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۲۰ اکتوبر۔ برطانوی انجنیروں نے آواز سے بھی تیز چلنے والا ہوائی جہاز تیار کر لیا ہے۔ یہ ایک گھنٹہ میں ۸۰۰ میل مسافت طے کر سکے گا۔ یعنی اس کے ذریعہ ایک شخص ۳۰ منٹ میں لاہور سے پشاور پہنچ جایا کرے گا۔

قاہرہ ۲۰ اکتوبر۔ قاہرہ شہر میں برطانوی فوج کے لئے داخلہ ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۲۰ اکتوبر۔ امریکہ کی طرف سے یوگوسلاویہ کو ایک نوٹ بھیجا گیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ یوگوسلاویہ میں مقیم امریکن شہریوں کے ساتھ غلامانہ برتاؤ کیا جاتا ہے۔ بہت سے امریکنوں کو بلاوجہ حراست میں لے لیا گیا ہے۔ اور ان سے مشقت کا کام لیا جاتا ہے۔

کلکتہ ۲۰ اکتوبر۔ گورنر بنگال نے آج اضلاع نواکھلی اور ٹپیرہ کے فساد زدہ رقبہ کا ہوائی جہاز کے ذریعے دورہ کیا آپ کے ہمراہ مسٹر حسین شہید سہروردی وزیر اعظم بنگال اور انسپکٹر جنرل پولیس بھی تھے۔

نئی دہلی ۲۰ اکتوبر۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک بیان میں مشرقی بنگال کے تازہ فسادات کی مذمت کی ہے۔ اور کہا ہے کہ اکثریت پر اقلیت کے حقوق کی حفاظت کے سلسلے میں خاص ذمہ داری عاید ہوتی ہے علاقہ کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسلامی رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے ہندوؤں کی حفاظت کریں۔ اور اپنی جان پر کھیل کر بھی ان کو بچائیں۔

طہران ۲۰ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ روس کی وزارت خارجہ کی طرف سے ایران کو بیشمار اسلحہ ہوائی جہاز اور ہر قسم کی دیگر فوجی مدد دی جا رہی ہے تاکہ وہ روس کا حامی ہو سکے

لاہور ۲۰ اکتوبر۔ احمدیہ ہوسٹل لاہور کے ایک غیر احمدی طالب علم غلام دستگیر صاحب کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے کہ انہوں نے کسی نہ معلوم وجہ سے اپنے کپڑوں کو آگ لگا کر خودکشی کر لی جب اس حادثہ کی اطلاع دوسرے لڑکوں کو ہوئی۔ تو وہ فوراً پہنچے اور بچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہسپتال میں بھی لے گئے۔ مگر افسوس کہ لڑکا جان بر نہ ہو سکا

بمبئی ۲۱ اکتوبر۔ ایک ہجوم نے ایک مذہبی عبادت خانے پر حملہ کر دیا۔ پولیس کو مجبوراً گولی چلانا پڑی جسکی وجہ سے کچھ اشخاص ہلاک اور مجروح ہو گئے۔

امرتسر ۲۱ اکتوبر۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد خوراک ممبر حکومت ہند نے گئو رکھشک کانفرنس کی صدارت کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا مویشیوں کی حالت کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ ملک میں فی کس کم از کم آٹھ اونس دودھ ملنا چاہیئے لیکن موجودہ حالت میں صرف ڈیڑھ اونس دودھ فی کس ملتا ہے۔ گئے کی حفاظت کو مذہبی سوال نہیں بنانا چاہیئے۔ یہ ایک خالص اقتصادی مسئلہ ہے۔ اس لئے بلا امتیاز مذہب و ملت ہمیں مویشیوں کی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے مقامی میونسپل کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ ایڈریس کے جواب میں آپ نے کہا۔ اپنی ضرورت سے زیادہ اناج رکھنے والوں کو یہ اناج کمی والے علاقوں کیلئے مہیا کرنا چاہیئے۔ تاکہ غریب ہم وطن نہ مر جائیں۔ ورنہ فاقہ کشی کی وجہ سے ہونے والی اموات کی ذمہ داری انہیں لوگوں پر عائد ہوگی۔ جو اپنا فالتو اناج کسی کو دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

لاہور ۲۱ اکتوبر۔ راجہ غضنفر علی خان آج لاہور سے دہلی روانہ ہو گئے آپ نے سٹیشن پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ مسلم لیگ حکومت میں شامل ہو کر حصول پاکستان کے لئے لڑے گی۔ حکومت میں شریک ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلم لیگ حکومت ہند کی موجودہ پالیسی کی حمایت کرتی ہے۔

میرانشاہ ۲۰ اکتوبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے۔ کہ دوران گفتگو میں بہت سے ملکوں نے ہمیں زور دیا۔ کہ ہم ملک ہندوستان سے مفاہمت کر لیں باقی ماندہ ملکوں

پشاور ۲۱ اکتوبر۔ پنڈت نہرو اپنے دورہ کے سلسلے میں مالاکنڈ گئے۔ وہاں بھی مختلف مقامات پر سیاہ جھنڈیوں کا مظاہرہ کیا گیا۔ آپ نے یہ تجویز منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ قبائلیوں کے مظاہرات کے پیش نظر مزید علاقوں کا دورہ اب نہ کیا جائے آپ کے ہمراہ حفاظتی پولیس کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا ہے آج آپ نے ایک اخباری نمائندے کو بیان دیتے ہوئے کہا قبائلیوں نے ابھی تک تہذیب نہیں سیکھی۔ لیکن اگر اگر ہم کوشش کریں تو انہیں تہذیب سکھائی جا سکتی ہے۔

کلکتہ ۲۱ اکتوبر۔ مشرقی بنگال کے فسادات میں اب بہت حد تک کمی ہو گئی ہے۔ لیکن پھر بھی بعض علاقوں میں مار دھاڑ لوٹنے اور جلانے کی وارداتیں ہوئی ہیں۔ عوام میں بہت دہشت پائی جاتی ہے

کلکتہ ۲۱ اکتوبر۔ بنگال کے وزراء مسٹر حسین شہید سہروردی۔ مسٹر شمس الدین اور مسٹر عبد منڈل نے نواکھلی کے فساد زدہ رقبہ کا دورہ ختم کر لیا۔ مسٹر سہروردی وزیر اعظم نے ایک بیان میں کہا کہ بوجہ اقلیت میں ہونے کے ہندوؤں پر طبعاً خوف و ہراس طاری ہے لیکن فساد کی حالت اب بہت حد تک سدھر چکی ہے۔ جو لوگ غنڈہ گردی سے کوئی قومی اور سیاسی فائدہ حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں مسلمانوں کی سب سے بڑی تنظیم یعنی مسلم لیگ اسکی سخت مذمت کرتی ہے جو لوگ قانون شکنی کریں گے۔ اور امن عامہ کو برباد کرنے کی کوشش کریں گے۔ حکومت بلا امتیاز مذہب و ملت ان کے خلاف سخت کارروائی کرے گی مسٹر سہروردی نے اس امر پر بہت افسوس کا اظہار کیا کہ نواکھلی کے فسادات کو اخبارات بہت بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں۔

کلکتہ ۲۱ اکتوبر۔ آچاریہ کرپلانی صدر کانگرس نے مشرقی بنگال کا دورہ کرنے کے بعد ایک بیان میں اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ بدامنی پھیلانے والے عنصر کے خلاف سخت کارروائی کرنی چاہیئے۔

نئی دہلی ۲۱ اکتوبر۔ گاندھی جی نے نواکھلی کے فسادات میں مذہب کے تبدیل کرنے کی کوشش کرنے کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو اس فعل کی مذمت کرنی چاہیئے۔ جن عورتوں کا مذہب جبراً تبدیل کیا گیا ہے وہ عزت کے ساتھ واپس آ سکتی ہیں۔ انہیں شدھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے

پشاور ۲۱ اکتوبر۔ آج پنڈت نہرو تیسرے پہر مالاکنڈ سے واپس آئے اور سردار یاب روانہ ہو گئے۔ مالاکنڈ سے روانہ ہونے وقت آپ کے خلاف بہت سے مظاہرے کئے گئے۔ ان مظاہروں میں آپ معمولی طور پر زخمی ہو گئے۔ آپ کل پشاور سے دہلی روانہ ہو جائیں گے۔

نئی دہلی ۲۱ اکتوبر۔ آج مختلف صوبوں کے وزرائے اعظم کا ایک اجلاس ہوا جس میں اس امر پر غور کیا گیا کہ انڈین سول سروس کی بھرتی بند کر دینے کے بعد انتظامی افسر کس طرح مہیا کئے جائیں۔

کلکتہ ۲۱ اکتوبر۔ جے۔ بی کرپلانی صدر کانگرس نے ایک بیان میں کہا۔ میں نے نواکھلی اور تپیرہ کے علاقہ میں جو کچھ دیکھا اس کی بنا پر میری یہ رائے ہے کہ مرکزی یا صوبائی حکومت خواہ کچھ کرے یا نہ کرے۔ بنگال کے ہر فرد کو اپنی حفاظت آپ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے

بمبئی ۲۱ اکتوبر۔ آج شہر کے مختلف حصوں میں آٹھ اشخاص چھرا گھونپنے کی وجہ سے مجروح ہوئے۔ اور ایک ہلاک ہو گیا۔

کلکتہ ۲۱ اکتوبر۔ آج شہر میں امن رہا ایک شخص کو چھرے سے ہلاک کر دینے کی واردات ہوئی ہے۔

ڈھاکہ ۲۱ اکتوبر۔ آج دو اشخاص کو چھرے کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا۔ ایک لاش بھی برآمد ہوئی ہے جس کی کئی دنوں سے تلاش تھی۔